سلسلہ :: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: چوبیسویں

رسالہ نمبر 7

اعالی الافادۃ ۱۳۲۱ھ
فی تعزیۃ الھند وبیان شھادۃ

ہندوستان میں تعزیہ داری اور بیان شہادت کے احکام
سے متعلق بُلند پایہ فوائد

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الھند و بیان شہادۃ ۱۳۲۱ھ

(ہندوستان میں تعزیہ داری اور بیان شہادت کے احکام سے متعلق بُلند پایہ فوائد)

مسئلہ ۲۲۰تا ۲۲۷:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان احسن تعزیۃ لقلوب المسلمین فیما ھجم من البدعات علی اعلام الدین ان الحمد للہ رب العٰلمین و افضل الصلٰوۃ و اکمل السلام علٰی سیّد الشھداء بالحق یوم القیام و علٰی اٰلہ وصحبہ الغرر الکرام اٰمین!	دینی شعائر پر بدعات کے ہجوم کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں کے لئے بہترین تعزیت، اللہ تعالٰی رب العالمین کی حمد، اور قیامت کے روز حق کی شہادت دینے والوں کے سردار پر بہترین صلوٰۃ اور کامل ترین سلام اور ان کی آل واصحاب ممتاز عزت والوں پر۔ آمین!

سوال اول: ۲۴ صفر ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری کا کیا حکم ہے؟ بیّنوا توجروا (بیان فرماؤ تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضہ پر نور شہزادہ گلگوں قبا حسین شہید ظلم وجفاصلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علٰی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بناکر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعًا کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہا ہر غیر جاندار کی بنانا، رکھنا، سب جائز، اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعًا جائز، جیسے صدہاسال سے طبقةً فطبقةً ائمہ دین وعلمائے معتقدین نعلین شریفین حضور سید الکونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نقشے بناتے اور ان کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں جسے اشباہ ہو[عہ] امام علامہ تلمسانی کی فتح المتعال وغیرہ مطالعہ کرے، مگر جہال بیخرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کرکے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الاماں الاماں کی صدائیں آئیں، اول تونفس تعزیہ میں روضہ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی، ہر جگہ نئی تراش نئی گھڑت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بیہودہ طمطراق، پھر کوچہ بکوچہ ودشت بدشت، اشاعت غم کے لئے ان کا گشت، اور ان کے گرد سینہ زنی، اور ماتم سازشی کی شورافگنی، کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کر سلام کررہاہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدہ میں گراہے، کوئی ان مایہ بدعات کو معاذاللہ معاذاللہ جلوہ گاہ حضرت امام علٰی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنّی سے مرادیں مانگتا منّتیں مانتاہے، حاجت روا جانتاہے، پھر باقی تماشے، باجے، تاشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل، اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض عشرہ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کردیا پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا، ریاء وتفاخر علانیہ ہوتاہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت ہورہی ہے، مگر نام تو ہوگیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹارہے ہیں، اب بہار عشرہ کے پھول کھلے، تاشے باجے بجتے چلے، طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہداء رضوان اللہ

عہ: ہمارا رسالہ شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ دیکھئے صلی اللہ تعالٰی علی الحبیب وآلہ وبارک وسلم ۱۲منہ۔

تعالٰی علیہم اجمعین کے جنازے ہیں، کچھ نوچ اتار باقی توڑتاڑ دفن کر دیئے۔ یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم و وبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالٰی صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثناء کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطافرمائے، آمین! اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعًا بدعت وناجائزوحرام ہے، ہاں اگر اہل اسلام جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے تو کس قدر خوب ومحبوب تھا اور اگر نظر شوق ومحبت میں نقل روضہ انور کی حاجت تھی تو اسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک وزیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم وتصنع الم ونوحہ زنی وماتم کنی ودیگر امور شنیعہ وبدعات قطعیہ سے بچتے اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگراب اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلاء بدعات کا اندیشہ ہے، اور حدیث میں آیا ہے: **اتقوا مواضع التھم**[1] (تہمت کے مواقع سے بچو۔ ت) اور وارد ہوا:

من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الاٰخر فلایقفن مواقف التھم[2]۔	جو شخص اللہ تعالٰی اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ہر گز تہمت کے مواقع میں نہ ٹھہرے۔ (ت)

لہٰذا روضہ اقدس حضور سید الشہداء رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اسے بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے جس طرح حرمین محترمین سے کعبہ معظّمہ اور روضہ عالیہ کے نقشے آتے ہیں یا دلائل الخیرات شریف میں قبور پر نور کے نقشے لکھے ہیں والسلام علی من اتبع الھدی، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

سوال دوم:

ازامروہہ مرسلہ مولوی سید محمد شاہ صاحب میلادخواں　　۲۲شعبان ۱۳۱۱ھ

کیاارشاد ہے علمائے دین متین کااس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد شریف میں شہادت نامہ کا

---

[1] کشف الخفاء حدیث ۸۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۴۷، اتحاف السادۃ کتاب عجائب القلب بیان تفصیل مداخل الشیطان الی القلب، دارالفکر بیروت ۷/ ۲۸۳

[2] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی کتاب الصلوٰۃ باب ادراك الفریضۃ نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ص ۲۴۹

پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب:

شہادت نامے نثر یا نظم جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثر روایات باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں، ایسے بیان کا پڑھنا سننا وہ شہادت ہو خواہ کچھ، اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور، مطلقاً حرام و ناجائز ہے، خصوصًا جبکہ وہ بیان ایسی خرافات کو متضمن ہو جن سے عوام کے عقائد میں تزلزل واقع ہو کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے، ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے۔ علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں:

قال الغزالی وغیرہ یحرمه علی الواعظ وغیرہ روایة مقتل الحسن والحسین وحکایته[3] الخ	امام غزالی وغیرہ نے فرمایا کہ واعظ کے لئے حرام ہے کہ وہ شہادت حسنین کریمین اور اس کے بے سروپا واقعات لوگوں کو سنائے الخ (ت)

پھر فرمایا:

ماذکرہ من حرمة روایة قتل الحسین ومابعدہ لاینافی ماذکرته فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالة الصحابة وبرائتھم من کل نقص بخلاف مایفعله الوعاظ الجھلة فانھم یأتون بالاخبار الکاذبة والموضوعة ونحوھا ولا یبیّنون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ[4] الخ۔	امام حسین کی شہادت اور اس کے بعد کے واقعات کی روایات کا حرام ہونا جو بیان کیا گیا وہ اس کے خلاف نہیں جو کچھ میں نے اس کتاب میں ذکر کیا کیونکہ یہ سچا بیان جو صحابہ کرام کی جلالت شان اور ہر نقص و کمزوری سے ان کی برات پر مشتمل ہے اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے۔ بخلاف اس کے جو جاہل واعظین بیان کرتے ہیں، وہ جھوٹی، بناوٹی اور خود ساختہ خبریں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور ان کا محمل نہیں بیان کرتے حالانکہ حق پر عقیدہ رکھنا ضروری ہے الخ (ت)

[3] الصواعق المحرقة الخاتمة فی بیان اعتقاد اھل السنة مکتبۃ مجیدیہ ملتان ص ۲۲۳

[4] الصواعق المحرقة الخاتمة فی بیان اعتقاد اھل السنة مکتبۃ مجیدیہ ملتان ص ۲۲۴

یونہی جبکہ اس سے مقصود غم پروری و تصنع وحُزن ہو تو یہ نیت بھی شرعًا نا محمود، شرع مطہر نے غم میں صبر وتسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ غم معدوم بتکلف وزور لانا نہ کہ بتصنع وزور بنانا، نہ کہ اسے باعث قرب و ثواب ٹھہرانا، یہ سب بدعات شنیعہ روافض ہیں جن سے سنی کو احتراز لازم، حاشاللہ اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم وضروری ہوتی، دیکھو حضور اقدس صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلٰی آلہٖ کا ماہ ولادت وماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے پھر علمائے امت وحامیان سنت نے اسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی ولادت اقدس بنایا، امام ممدوح کتاب موصوف میں فرماتے ہیں:

ایاہ ثم ایاہ ان یشغلہ ای یوم العاشوراء ببدع الرافضۃ ونحوھم من الندب والنیاحۃ والحزن اذ لیس ذٰلک من اخلاق المؤمنین والا لکان یوم وفاتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اولٰی بذٰلک واحرٰی[5] الخ	بچے اور پرہیز کرے اس بات سے کہ کہیں یوم عاشورہ میں روافض اور ان جیسے لوگوں کی بدعات میں نہ مشغول ہوجائے جو رونا پیٹنا اور غم کرنا ہوتا ہے کیونکہ یہ امور مومنوں کے اخلاق سے نہیں ورنہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کا یوم وصال ان چیزوں کا زیادہ حق رکھتا ہے اھ (یعنی اگر رونے پیٹنے اور دکھ غم کے مظاہروں کی گنجائش اور اجازت ہوتی تو سب سے زیادہ یہ چیزیں آپ کے یوم وصال پر عمل میں آتیں اور دیکھی جاتیں)۔(ت)

عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو ان کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے ان کا مطلب یہی بہ تصنع رونا بہ تکلف رلانا اور اس رونے رلانے سے رنگ جمانا ہے اس کی شناعت میں کیا شبہہ ہے، ہاں اگر خاص بہ نیت ذکر شریف حضرات اہلبیت طہارت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علٰی سیدہم وعلیہم وبارک وسلم ان کے فضائل جلیلہ ومناقب جمیلہ روایات صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اس کے ضمن میں ان کے فضل جلیل صبر جمیل کے اظہار کو ذکر شہادت بھی آجاتا اور غم پروری وماتم انگیزی کے انداز سے کامل احتراز ہوتا تو اس میں حرج نہ تھا مگر ہیہات ان کے اطوار ان کی عادات اس نیت خیر سے یکسر جدا ہیں، ذکر فضائل شریف مقصود ہوتا تو کیا ان محبوبان خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی، بے شمار مناقب عظیم اللہ عزوجل نے انہیں عطا فرمائے

[5] الصواعق المحرقۃ الباب الحادی عشر مکتبہ مجیدیہ ملتان ص ۱۸۳

انہیں چھوڑ کر اسی کو اختیار کرنا اور اس میں طرح طرح سے بالفاظ رقت خیز ونوحہ نما ومعانی حُزن انگیز وغم افزا بیان کو وسعتیں دینا انہیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے، غرض عوام کے لئے اس میں کوئی وجہ سالم نظر آنا سخت دشوار ہے پھر مجلس ملائک مآنس میلاد اقدس تو عظیم شادی وخوشی وعید اکبر کی مجلس ہیں اذکار غم وماتم اس کے مناسب نہیں، فقیر اس میں ذکر وفات والا بھی جیسا کہ بعض عوام میں رائج ہے پسند نہیں کرتا حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لئے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لئے خیر، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اس تحریر کے بعد علامہ محدث سیدی محمد طاہر فتنی قدس سرہ الشریف کی تصریح نظر فقیر سے گزری انہوں نے بھی اس رائے فقیر کی موافقت فرمائی والحمدللہ رب العٰلمین، آخر کتاب مستطاب مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں:

شهر السرور والبهجة مظهر منبع الانوار والرحمة شهر ربيع الاول، فانه شهر امرنا باظهار الحبور فيه كل عام، فلا نكدره باسم الوفاة، فانه يشبه تجديد المأتم، وقد نصوا على كراهيته كل عام في سيدنا الحسين مع انه ليس له اصل في امهات البلاد الاسلامية، وقد تحاشوا عن اسمه في اعراس الاولياء فكيف في سيّد الاصفياء صلى الله تعالٰى عليه وسلم [6]۔	یعنی ماہ مبارک ربیع الاول خوشی وشادمانی کا مہینہ ہے اور سرچشمہ انوار رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا زمانہ ظہور ہے، ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اس میں خوشی کریں، تو اسے وفات کے نام سے مکدر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہے، اور بیشک علماء نے بتصریح کی کہ ہر سال جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے شرعًا مکروہ ہے، اور خاص اسلامی شہروں میں اس کی کچھ بنیاد نہیں، اولیائے کرام کے عرسوں میں نام ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضور پرنور سید الاصفیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معاملہ میں اسے کیونکر پسند کرسکتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ما الھم، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

سوال سوم:

از ریاست رامپور محلّہ میانگاناں مرسلہ مولوی محمد یحیٰی صاحب   محرم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہادت نامہ پڑھنا کیسا ہے اور اس میں اور

[6] مجمع بحار الانوار خاتمہ الکتاب دار الایمان المدینۃ المنورۃ ۵/ ۳۰۷

تعزیہ داری میں فرق احکام کیا ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب: ذکر شہادت شریف جبکہ روایات موضوعہ وکلمات ممنوعہ ونیت نامشروعہ سے خالی ہو عین سعادت ہے۔

عند ذکر الصّٰلحین تنزّل الرحمة[7]۔	صالحین کے ذکر پر اللہ تعالٰی کی رحمت نازل ہوتی ہے(ت)

اس کی تفصیل جمیل فتاوٰی فقیر میں ہے اور اس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام ایک مقدمہ کی تمہید چاہتا ہے،

فاقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالٰی ہی کی مدد سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ت) شے کے لئے ایک حقیقت ہوتی ہے اور کچھ امور زوائد کہ لوازم یا عوارض ہوتے ہیں، احکام شرعیہ شے پر بحسب وجود ہوتے ہیں مجرد اعتبار عقلی ناصالح وجود مطمح احکام شرع نہیں ہوتا کہ فقہ افعال مکلفین سے باحث ہے جو فعلیت میں آنہیں سکتا موضوع سے خارج ہے تغائر اعتبار سے تغائر احکام وہیں ہوسکتا ہے جہاں وہ اعتبارات واقعیہ مفارقہ متعاقبہ ہوں کہ شَے کبھی ایک کے ساتھ پائی جائے کبھی دوسرے کے، تو ہر دو انحائے وجود کے اعتبار سے مختلف حکم دیا جاسکتا ہے اور ایسی جگہ مقصود ہے کہ نفس شے کا حکم ان بعض احکام شے مع بعض الاعتبار سے جدا ہو مگر زوائد کہ لوازم الوجود ہوں ان کے حکم سے جدا کوئی حکم حقیقت کے لئے نہ ہوگا کہ لازم سے انفکاک محال ہے جب لوازم میں یہ حال ہے تو ارکان حقیقت کہ سلخ ماہیت میں داخل ہوں ان سے قطع نظر ناممکن، پھر ماہیت عرفیہ میں رکنیت تابع عرف ہے اور بعد اجزاء سے سلخ ماہیت کا تغیر اعتبار شے نہیں بلکہ تغیر ماہیت عرفیہ ہے مثلاً نماز عرف شرع میں مجموع ارکان مخصوصہ بہیأت معلومہ کا نام ہے، اب اگر کوئی ان ارکان سے جدا بلکہ تبدیل ہیأت ہی کے ساتھ ایک صورت کا نام نماز رکھے جو قعود سے شروع اور قیام پر ختم ہو اور اس میں رکوع پر سجود مقدم، تو یہ حقیقت نماز ہی تبدیل ہوگی نہ کہ حقیقت حاصل، اور اعتبار مبتدل، جب یہ مقدمہ ممہد ہولیا فرق احکام ظاہر ہوگیا شہادت نامہ پڑھنے کی حقیقت عرفیہ صرف اس قدر کہ ذکر شہادت شریف حضرات ریحانین رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مسلمانوں کے آگے پڑھا جائے، معاذاللہ روایات کا موضوع وباطل یا ذکر کا تنقیص شان صحابہ پر مشتمل ہونا ہرگز نہ داخل حقیقت ہے نہ لازم وجود، وللذا جو لوگ روایات صحیحہ معتبرہ نظیفہ مطہرہ

[7] اتحاف السادۃ المتقین کتاب آداب العزلۃ الباب الثانی دار الفکر بیروت ۶/ ۳۵۰

مثل سر الشہادتین وغیرہ پڑھتے ہیں اسے بھی قطعًا شہادت ہی پڑھنا اور مجلس کو مجلس شہادت ہی کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ امور نامشروعہ کہ عارض ہوگئے ہنوز عوارض ہی سمجھے جاتے ہیں اور عوارض قبیحہ سے نفس شیئ مباح یا حسن قبیح نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی اور نہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے جیسے ریشمیں کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کہ نفس ذات نماز کو معاذاللہ قبیح نہ کہیں گے بلکہ ان عوارض وزوائد کو تو شہادت ناموں میں ان عوارض کالحوق بعینہٖ ایسا ہے جیسے آج کل بعض جہّال ہندوستان نے مجلس میلاد مبارک میں روایات موضوعہ وقصص بے سروپا بلکہ کلمات توہین ملائکہ وانبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء پڑھنا اختیار کیا ہے، اس سے حقیقت مبتدل نہ ہوئی، نہ عوارض نے دائرہ عروض سے آگے قدم رکھا جو مجالس طیبہ طاہر ہوتی ہیں انہیں بھی قطعًا مجالس میلاد مبارک ہی کہا جاتا ہے اور ہرگز کسی کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ کوئی دوسری شیئ ہے جو ان مجالس سے حقیقت وجداگانہ رکھتی ہے، بخلاف تعزیہ داری کہ اس کا آغاز اگرچہ یوں ہی سنا گیا ہے کہ سلطان تیمور نے ازانجا کہ ہر سال حاضری روضہ مقدسہ حضور سید الشہداء شہزادہ گلگوں قبا علٰی جدہ الکریم علیہ اصلوٰۃ والثناء کو مخل امور سلطنت دیکھا تو بنظر شوق وتبرک تمثال روضہ مبارک بنوائی اور اس قدر میں کوئی حرج شرعی نہ تھا مگر یہ امر حقیقت متعارفہ سے وجودًا وعدمًا بالکل بے علاقہ ہے اگر کوئی شخص روضہ انور مدینہ منورہ وکعبہ معظّمہ کے نقشوں کی طرح کاغذ پر تمثال روضہ حضرت سید الشہداء آئینہ میں لگا کر رکھے ہرگز نہ اسے تعزیہ کہیں گے نہ اس شخص کو تعزیہ دار، حالانکہ اُتنا امر قطعًا موجود ہے اور یہ ہر سال نئی نئی تراش وخراش کی کھپچی پنّیاں، کسی میں براق، کسی میں پریاں، جو گلی کوچے گشت کرائی جاتی ہیں، ہرگز تمثال روضہ مبارک حضرت سید الشہداء نہیں کہ تمثال ہوتی تو ایک طرح کی نہ کہ صدہا مختلف، انہیں ضرور تعزیہ اور ان کے مرتکب کو تعزیہ دار کہا جاتا ہے تو بداہۃً ظاہر کہ حقیقت تعزیہ داری انہیں امور نامشروعہ کا نام ٹھہرا ہے نہ کہ نفس حقیقت عرفیہ وہی امر جائز ہو اور یہ نامشروعات امور زوائد وعوارض مفارقہ سمجھے جاتے ہوں، وللہذا فقیر نے اپنے فتاوے میں قدر مباح کو ذکر کرکے کہا کہ جہال بیخرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کرکے الخ، اور آخر میں کہا اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعًا بدعت وناجائز وحرام ہے۔ یہ اُسی فرق جلیل ونفیس کی طرف اشارہ تھا جو اس مقدمہ ممہدہ میں گزرا۔

بالجملہ شہادت نامے کی حقیقت ہنوز وہی امر مباح ومحمود ہے اور شنائع زوائد وعوارض اگر ان سے خالی اور نیت نامحمود سے پاک ہو ضرور مباح ہے اور تعزیہ داری کی حقیقت ہی یہ امور ناجائزہ

ہیں، "اس قدر جائز ہے" سے کوئی تعلق نہ رہا، نہ اس کے وجود سے موجود ہوتی ہے نہ اس کے عدم سے معدوم، تو یہ فی نفسہ نا جائز وحرام ہے۔ اس کی نظیر امم سابقہ میں آغاز اصنام ہے، وَد وسواع ویغوث ویعوق ونسر صالحین تھے ان کے انتقال پر اُن کی یاد کے لئے ان کی صورتیں تراشیں، بعد مرورِ زماں پچھلی نسلوں نے انہیں کو معبود سمجھ لیا تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان بتوں کی حالت اپنی انہیں ابتدائی حقیقت پر باقی تھی یہ شنائع زوائد عوارض خارجہ تھے، وللہذا شرائع الٰہیہ مطلقاً ان کے رَدّ وانکار پر نازل ہوئیں، بخاری وغیرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

كانوا اسماء رجال صالحين من قوم نوح فلما هلكوا اوحى الشيطن الى قومهم ان انصبوا الى مجالسيهم التى كانوا يجلسون انصابا وسمّوها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتى اذا هلك اولئك ونسخ العلم عبدت[8]۔	وَد، سواع وغیرہ قوم نوح علیہ السلام کے نیک لوگوں کے نام تھے جب وہ وفات پاگئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ ان کی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے ان کے مجسمے بناکر کھڑے کردو اور ان کے اسماء کاذکر کرو (یعنی انہیں یاد کرو) چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا مگر وہ ان کی عبادت میں مشغول نہیں ہوئے تاآنکہ وہ لوگ دنیا سے رخصت ہوگئے اور علم مٹ گیا اور پچھلے لوگ یعنی بعد میں آنے والی نسل حقیقت سے ناآشنا ہوتے ہوئے ان کی پوجا کرنے لگی۔ (ت)

فاکہی عبیداللہ بن عبید بن عمیر سے راوی:

قال اول ماحدثت الاصنام على عهد نوح وكانت الابناء تبر الآباء فمات رجل منهم فجزع عليه ابنه فجعل لايصبر عنه فاتخذ مثالا على صورته فكلما اشتاق اليه نظره ثم مات ففعل به كما فعل ثم تتابعوا	عبداللہ ابن عبید نے کہا سب سے پہلے بت پرستی کا ظہور زمانہ نوح میں ہوا، اور بیٹے اپنے آباء سے حسن سلوک کیا کرتے تھے، پھر ان میں سے کوئی شخص مرجاتا تو اس کا بیٹا اس کے لئے بیقرار اور بے چین ہوجاتا اور صبر نہ کرسکتا اور اپنی تسکین کے لئے اس کی مورتی بنالیتا اور جب اصل کو دیکھنے کا شوق ہوتا تو اس شبیہہ کو دیکھ کر

[8] صحیح البخاری کتاب التفسیر سورہ نوح ۷۱ باب ودًّا ولا سواعًا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۳۲

علٰی ذٰلك فمات الاٰباء فقال الابناء ما اتخذ اٰباؤنا ھٰذہ الا انھا اٰلھتھم فعبدوھا[9]۔	دل کو تسلی دے لیتا اور جب وہ مر جاتا تو اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جاتا، عرصہ دراز تک لگاتار اور مسلسل یہ کام ہوتا رہا، اور جب پہلے باپ دادا مر گئے تو آنے والی اولاد کہنے لگی کہ یہ تو ہمارے پہلے باپ دادوں کے معبود تھے پھر یہ ان کی عبادت کرنے لگے (پس اس طرح بت پرستی کا آغاز ہوا)۔(ت)

یہ فرق نفیس خوب یاد رکھنے کا ہے کہ اسی سے غفلت کرکے وہابیہ اصل حقیقت پر حکم عوارض لگاتے اور تعزیہ دار تبدیل حقیقت کو اختلاف عوارض ٹھہراتے اور دونوں سخت خطائے فاحش میں پڑ جاتے ہیں وباللہ العصمۃ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم (اور اللہ تعالٰی ہی کی توفیق سے بچاؤ ممکن ہے اور اللہ سبحانہ وتعالٰی بڑا عالم ہے۔ت)

سوال چہارم:

از دھام پور ضلع بجنور مرسلہ حافظ سید بنیاد علی صاحب ۸ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یوم عشرہ میں سبیل لگانا اور کھانا کھلانے اور لنگر لٹانے کے بارے میں دیوبند کے علماء ممانعت کرتے ہیں ونیز کتب شہادت کو بھی، جو امر صحیح ہو عندالشرع ارقام فرمائیے اور مجلس محرم میں ذکر شہادت اور مرثیہ سننا کیسا ہے؟ **بیّنوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ بہ نیت محمود اور خالصًا لوجہ اللہ ثواب رسانی ارواح طیبہ ائمہ اطہار مقصود ہو بلاشبہہ بہتر و مستحب و کار ثواب ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا کثرت ذنوبك فاسق الماء علی الماء تتناثر کما یتناثر الورق من الشجر	جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی پلا گناہ جھڑ جائیں گے جیسے آندھی میں پیڑ کے

[9] فتح الباری بحوالہ فاکھی عن عبیداللہ بن عبید سورۃ نوح مصطفی البابی مصر ۱۰/ ۲۹۵، الدر المنثور بحوالہ فاکھی عن عبیداللہ بن عبید سورۃ نوح منشورات مکتبہ آیۃ اللہ قم ایران ۶/ ۲۶۹

فی الریح العاصف۔رواہ الخطیب[10] عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	پتّے۔(اس کو خطیب نے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کیا۔ت)

اسی طرح کھانا کھلانا لنگر بانٹنا بھی مندوب و باعث اجر ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ عزوجل یباھی ملئکته بالذین یطعمون الطعام من عبیدہ۔رواہ ابوالشیخ فی الثواب[11] عن الحسن مرسلا۔	اللہ تعالٰی اپنے اُن بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کررہے ہیں(اس کو ابوالشیخ نے ثواب میں حسن سے مرسلاً روایت کیا(ت)

مگر لنگر لٹانا جسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں، کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں کچھ زمین پر گرتی ہیں، کچھ پاؤں کے نیچے ہیں، یہ منع ہے کہ اس میں رزق الٰہی کی بے تعظیمی ہے، بہت علماء نے تو روپوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دلہن دولہا کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا کہ روپے پیسے کو اللہ عزوجل نے خلق کی حاجت روائی کے لئے بنایا ہے تو اسے پھینکنا نہ چاہئے، روٹی کا پھینکنا تو سخت بیہودہ ہے، بزازیہ کتاب الکراہیۃ، النوع الرابع فی الھدیۃ والمیراث میں ہے:

ھل یباح نثر الدراھم قیل لاوقیل لاباس به وعلی ھذا الدنانیر والفلوس وقد یستدل من کرہ بقوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم الدراھم والدنانیر خاتمان من خواتیم اللہ تعالٰی فمن ذھب بخاتم من خواتیم اللہ تعالٰی قضیت حاجته[12]۔	کیا دراہم لٹانا مباح ہے، بعض نے کہا مباح نہیں اور بعض نے کہا کوئی حرج نہیں ہے، اسی حکم میں دنانیر اور پیسے ہیں، ناپسند کہنے والوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کہ "دراھم ودنانیر اللہ تعالٰی کی مُہروں سے مُہریں ہیں تو جس نے کوئی مہرپائی اس نے اللہ تعالٰی کی مُہر سے حاجت پائی" سے استدلال کیا۔(ت)

[10] تاریخ بغداد ترجمہ ۳۴۶۴ اسحٰق بن محمد دار الکتاب العربی بیروت ۶/ ۴۰۳ و ۴۰۴

[11] الترغیب والترھیب بحوالہ ابی الشیخ فی الثواب الترغیب فی اطعام الطعام حدیث ۲۱ مصطفی البابی مصر ۲/ ۶۸

[12] فتاوٰی بزازیہ علی ہامش فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ النوع الرابع فی الھدیۃ والمیراث نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۶۴

کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ وروایات باطلہ پر مشتمل ہیں، یوہیں مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا سب گناہ وحرام ہے۔ حدیث میں ہے:

نھٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المراثی۔ رواہ ابوداؤد[13] والحاکم عن عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا (اسے ابوداؤد اور حاکم نے عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

ایسے ہی ذکر شہادت کو امام حجۃ الاسلام وغیرہ علمائے کرام منع فرماتے ہیں **کما ذکرہ امام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ** (جیسا کہ امام ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں اسے روایت کیا ہے۔ت) ہاں اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا ملک یا اہلبیت یا صحابی کی توہین شان کا مبالغہ مدح وغیرہ میں مذکور نہ ہو، نہ وہاں بَین یا نوحہ یا سینہ کوبی یا گریبان دری یا ماتم یا تصنّع یا تجدید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہ ہوں تو ذکر شریف فضائل ومناقب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بلاشبہہ موجب ثواب ونزول رحمت ہے **عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ**[14] (صالحین کے ذکر پر رحمت الٰہیہ نازل ہوتی ہے۔ت) ولہٰذا امام ابن حجر مکی بعد بیان مذکور کے فرماتے ہیں:

ماذکر من حرمۃ روایۃ قتل الحسین ومابعدہ لاینافی ماذکرتہ فی ھذا الکتاب لان ھٰذا البیان الحق الذی یحب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وبراءتھم من کل نقص، بخلاف مایفعلہ الوعاظ الجھلۃ، فانھم یأتون بالاخبار الکاذبۃ الموضوعۃ ونحوھا ولایبینون	شہادت حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بیان کی حُرمت اور اس کے بعد جو کچھ ذکر کیا وہ میری اس کتاب میں ذکر کردہ روایات کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہ صحابہ کرام کی جلالت اور ہر نقص سے ان کی برات پر مشتمل حق کا بیان ہے بخلاف جاہل واعظین کے کہ وہ جھوٹ اور موضوع قسم کی خبریں سناتے ہیں اور صحیح محمل اور قابل اعتقاد

[13] سنن ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز باب ماجاء فی البکاء علی المیت ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۵، المستدرك للحاکم کتاب الجنائز البکاء علی المیت دار الفکر بیروت ۱/ ۳۸۳

[14] اتحاف السادۃ المتقین کتاب آداب العزلۃ الباب الثانی دار الفکر بیروت ۶/ ۳۵۰

المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ[15] واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔	کو بیان نہیں کرتے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم (ت)

سوال پنجم: از مفتی گنج ضلع پٹنہ ڈاک خانہ ایکنگر سرائے مرسلہ محمد نواب صاحب قادری ودیگر سُکّانِ مفتی گنج ۲۷/ رمضان شریف ۱۳۱۸ھ

یہاں عشرہ محرم میں مجلس مرثیہ خوانی کی ہوتی ہے، اور مرثیے صوفیہ کرام کے پڑھے جاتے ہیں، اور سینہ کوبی وبَین نہیں ہوتا، اور میر مجلس سنی المذہب ہے، ایسی مجلس میں شرکت یا اس میں مرثیہ خوانی کا کیا حکم ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب:

جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین واہلبیت کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل ومناقب ومدارج بیان کئے جائیں اور ماتم وتجدید غم وغیرہ امور مخالفہ شرع سے یکسر پاک ہو فی نفسہٖ حسن ومحمود ہے خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم، اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدّس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہداء ہے عرف حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے:

نھٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المراثی[16]۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم (ت)

سوال ششم:

از نواب گنج ۲۰ محرم الحرام ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان صورتوں میں:

---

[15] الصواعق المحرقۃ الخاتمۃ فی بیان اعتقاد اھل السنۃ مکتبہ مجیدیہ ملتان ص ۲۲۴

[16] المستدرک للحاکم کتاب الجنائز البکاء علی المیت دار الفکر بیروت ۱/ ۳۸۳، سنن ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز باب ماجاء فی البکاء علی المیت ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۵

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ میں تعزیہ کا چڑھا ہوا نہیں کھاتا ہوں حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی نیاز کا کھاتا ہوں۔

(۲) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ پر کیا منحصر ہے چڑھونا کوئی ہو میں نہیں کھاتا ہوں نیاز کھاتا ہوں۔

(۳) ایک شخص کہتا ہے کہ عشرہ محرم الحرام میں جو کچھ کھانے پینے وغیرہ میں ہوتا ہے دس روز تک تعزیہ کا چڑھا ہوتا ہے۔

(۴) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ بُت ہے بہ سبب لگانے صورت کے۔

(۵) ایک شخص کہتا ہے کہ یہ صورت وہ ہے جو بُراق اور حُورِ جنت میں ہیں۔

(۶) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ اور مسجد میں کچھ فرق نہیں بلکہ کہتا ہے کہ مسجد میں کیا ہے وہ اینٹ گارا ہی تو ہے جو وہاں سجدے کرتے ہو اور تعزیہ میں ابرق کا کاغذ وغیرہ ہیں۔

(۷) ایک شخص نے کہا کہ بھائی یہ باتیں شرع کی ہیں لکھ کر شرع کے سپرد کرو، آپس میں جھگڑا مت کرو۔

(۸) ایک شخص کہتا ہے کہ تم شرع نہیں سمجھتے۔

(۹) ایک شخص نے کہا کہ جس حالت میں تم شرع کو نہیں سمجھتے ہو تو میں تعزیہ کے چڑھونے کو حرام سمجھتا ہوں۔

الجواب:

(۱) پہلا شخص اچھی بات کہتا ہے واقعی حضرت امام کے نام کی نیاز کھانی چاہئے اور تعزیہ کا چڑھا ہوا کھانا نہ چاہئے، اگر اس کے قول کا یہ مطلب ہے کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا اس نیت سے نہیں کھاتا کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا ہے بلکہ اس نیت سے کھاتا ہے کہ وہ امام کی نیاز ہے تو یہ غلط اور بیہودہ ہے، تعزیہ پر چڑھانے سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نیاز نہیں ہو جاتی، اور اگر نیاز دے کر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دلائیں تو اس کے کھانے سے احتراز چاہئے اور وہ نیت کا تفرقہ اس کے مفسدہ کو دفع نہ کرے گا، مفسدہ اس میں ہے کہ اس کے کھانے سے جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانی یا کم از کم اپنے آپ کو اس کے اعتقاد سے متہم کرتا ہے، اور دونوں باتیں شنیع ومذموم ہیں لہٰذا اس کے کھانے پینے سے احتراز چاہئے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۲) دوسرے شخص کی بات میں ذرا زیادتی ہے اولیاء کرام کے مزارات پر جو شیرینی کھانا بہ نیت تصدق لے جاتے ہیں اسے بھی بعض لوگ چڑھونا کہتے ہیں اس کے کھانے میں فقیر کو اصلاً حرج نہیں۔

(۳) تیسرے شخص نے نیاز اور تعزیہ کے چڑھاوے میں فرق نہ کیا یہ غلط ہے چڑھونا وہی ہے جو تعزیہ پر یا اس کے پاس لے جا کر سب کے سامنے نذر تعزیہ کی نیت سے رکھا جائے باقی سب کھانے

شربت وغیرہ کہ عشرہ محرم میں بہ نیت ایصال ثواب ہوں وہ چڑھاوا نہیں ہو سکتے۔

(۴) مجسم تصویر کو بت کہتے ہیں، اس معنٰی پر وہ تصویریں کہ تعزیہ میں لگائی جاتی ہیں اور مجازًا کل کو بھی کہہ سکتے ہیں اور اگر بت سے مراد معبود مطلق ہو تو یہ سخت زیادتی ہے انصاف یہ کوئی جاہل سا جاہل بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا۔

(۵) اس شخص کا یہ محض افتراء ہے کہاں حُور وبراق اور کہاں یہ کاغذ پنّی کی مُورتیں جس سے کہیں زیادہ خوبصورت کسگروں کے یہاں روز بنتی ہیں، اور اگر ہو بھی تو حُور وبراق کی تصویریں بنانی کب حلال ہیں۔

(۶) یہ شخص صریح گمراہ وبد عقل وبدزبان ہے، مسجد کو کوئی سجدہ نہیں کرتا، نہ اس کی حقیقت اینٹ گارا ہے بلکہ وہ زمین کہ نماز وعبادت الٰہی بجالانے کے لئے تمام حقوق عباد سے جُدا کرکے اللہ عزوجل کے حکم سے اس کی طرف تقرب کے واسطے خاص ملک الٰہی پر چھوڑی گئی اب وہ شعائر اللہ سے ہوگئی اور شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم ہے **قال اللہ تعالٰی**:

"وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَآٮِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ ۝۳۲" [17]۔	اس مجموعہ بدعات کو اس سے کیا نسبت، مگر جہل مرکب سخت مرض ہے، والعیاذ باللہ۔

(۷) اس شخص نے اچھا کیا مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ جو بات نہ جانے خود اس پر کوئی حکم نہ لگائے بلکہ اہل شرع سے دریافت کرے، **قال اللہ تعالٰی**:

"فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝۴۳" [18]	اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ (ت)

(۸) اس کے قول کا اگر یہی مطلب ہے کہ تم لوگ بے علم ہو آپس میں بحث نہ کرو اہل شرع سے پوچھو تو اچھا کیا، اور اگر یہ مراد ہے کہ تعزیہ شرعًا اچھی چیز ہے تم شرع نہیں سمجھتے تو یہ بہت بُرا کہا اور شرع پر افتراء کیا اور اگر یہ مقصود ہو کہ شرع سے تو مذمت صاف ظاہر ہے مگر تم لوگ نہیں سمجھتے تو یہ بھی اچھا کیا۔

---

[17] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۲

[18] القرآن الکریم ۱۶/ ۴۳ و ۲۱/ ۷

(۹) اس کا قول حد سے گزرا ہوا ہے تعزیہ کا چڑھاوا کھانا ان وجوہ سے جو ہم نے ذکر کیں مکروہ و ناپسند ضرور ہے مگر حرام کہنا غلط ہے، فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے: "اس بکری کو جو ہندو نے اپنے بُت کے نام پر مسلمان سے ذبح کرایا اور مسلمانوں نے اللہ عزوجل کی تکبیر کہہ کر ذبح کردی تصریح فرمائی کہ حلال ہے ویکرہ للمسلم مسلمان کے لئے مکروہ ہے"۔[19]

جب وہاں صرف کراہت کا حکم ہے تو یہاں تحریم کیونکر۔ **واللہ تعالٰی اعلم**

سوال ہفتم:

ازاترولی ضلع علی گڑھ محلّہ مغلاں مرسلہ اکرام عظیم صاحب　　۱۸جمادی الاولٰی ۱۳۲۱ھ

مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہلسنت وجماعت کو شریک وشامل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ **بیّنوا توجروا۔**

الجواب:

حرام ہے: حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من کثر سواد قوم فھو منھم[20]۔	جس نے کسی قوم کا تشخص کثیر بنایا وہ ان میں کا ہے۔(ت)

وہ بدزبان ناپاک لوگ اکثر تبرا بک جاتے ہیں اس طرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر سنا گیا ہے کہ سنیوں کو جو شربت دیتے ہیں اس میں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں کے ناپاک قلتین کا پانی ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو وہ روایات موضوعہ وکلمات شنیعہ وماتم حرام سے خالی نہیں ہوتی اور یہ دیکھیں سنیں گے، اور منع نہ کرسکیں گے ایسی جگہ جانا حرام ہے، اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

"فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۶۸"[21]	تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

[19] فتاوٰی ھندیہ کتاب الذبائح الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۲۸۶

[20] المقاصد الحسنۃ حدیث ۱۱۷۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ص۴۲۶

[21] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

سوال ہشتم:

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانااور اس پر نذر نیاز کرنا عرائض بامید حاجت برآری لٹکانااور بہ نیت بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننااور موافق شریعت ان امور کواور جوکچھ اس سے پیدااور یا متعلق ہوں کتناگناہ ہے،اورزید اگر ان باتوں کوجو فی زمانناً متعلق تعزیہ داری وعلم داری کے ہیں موافق مذہب اہل سنت کے تصور کرے تو وہ کس قسم کے مرتکب ہوااور اس پر شرع کی تعزیر کیالازم آتی ہے،اوران امور کے ارتکاب سے وہ شرک خفی یا جلی میں مبتلا ہے یا نہیں،اوراس کی زوجہ اس کے نکاح سے باہر ہوئی یانہیں،درصورتیکہ وہ امور متذکرہ بالا کو داخل عقیدت اہلسنت وجماعت بنظر ثواب عمل میں لاتاہو۔**بیّنوا توجروا۔**

الجواب:

افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت سیئہ وممنوع وناجائز ہیں انہیں داخل ثواب جاننااور موافق شریعت مذہب اہلسنت مانناااس سے سخت تر وخطائے عقیدہ وجہل اشد ہے،شرعی تعزیر حاکم شرع سلطان کی رائے پر مفوض ہے باایں ہمہ وہ شرک وکفرہرگز نہیں،نہ اس بناء پر عورت نکاح سے باہر ہو،عرائض بامید حاجت برآری لٹکانا محض بہ نیت توسل ہے جواس کا جہل ہے کہ امور ممنوعہ لائق توسل نہیں ہوتے باقی حاجت روا بالذات کوئی کلمہ گو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بھی نہیں جانتاکہ معاذاللہ تعالٰی شرک ہو،یہ وہابیہ کاجہل وضلال ہے،**واللہ تعالٰی اعلم فقط**

رسالہ

اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الھند وبیان شھادۃ

ختم ہوا